OPEN ACCESS: Al-Aijaz Research Journal of Islamic Studies & Humanities
ISSN (ONLINE): 2707-1219 & ISSN (PRINT): 2707-1200
http://www.arjish.com
DOI: https://doi.org/10.53575/u16.v6.02(22)171-180

قانونِ خلع سے متعلق چاروں فقہی مکاتبِ فکر کی آراء کا علمی و تقابلی جائزہ

A Comparative and Scholarly Analysis of Four Schools of Islamic Jurisprudence about the Islamic Law of Khula

MUHAMMAD SADIQ
Ph.D Scholar Department of Islamic Studies Qurtuba University Peshawar
Email: qarimsadiq@gmail.com

DR. MUSHTAQ AHMAD
Dean faculty of Social Sciences Qurtuba University Peshawar.
Email: drahmad336@gmail.com

Received on: 16-05-2022 Accepted on: 18-06-2022

Abstract

System of *Khula* in *IslamiShariah* is an essential part of family laws. It provides permission to a married couple for the cessation of wedlock with peace so that their mutual disagreements could not make the life oppressive for one of the partner. Islam is a religion of peace and bars high - handedness. No doubt system of *Khula* in *Islamishariah* is a great boon. Islam not only confers upon husband as a head of family the authority of unilateral decision of separation in the form of divorce but also posits law of *Khula* for separation. All the schools of fiqh have presented detailed interpretation and exposition of the rules and regulations of the system of *Khula*.

Keywords: *Khula*, Faimly law, *Islami Sharia*, Human right.

معاشرے کی بنیادی اکائی خاندان ہے۔ جس کی بقاء میاں بیوی اور اولاد جیسے رشتوں سے قائم رہتی ہے۔ یہی بنیادی اکائیاں باہمی معاملات سے معاشرے کو جنم دیتی ہیں۔ جہاں رہتے ہوئے زوجین ایک دوسرے کے لئے تسکین اور تحفظِ حیاء کا باعث ہوتے ہیں۔ نکاح میاں بیوی کے لئے شیطانی حملوں سے بچنے کا محفوظ حصار ہے۔ اس اہمیت کے پیشِ نظر قرآن پاک میں دونوں کو ایک دوسرے کے لئے لباس قرار دیا گیا ہے [1]۔ اسی طرح نکاح میں نسب کا تحفظ بھی پوشیدہ ہے۔ اگر یہ مقدس بندھن نہ ہوتا تو ہر شخص شترِ بے مہار بن جاتا اور ثبوتِ نسب کا تصور ہی ختم ہو جاتا۔ بہر کیف میاں بیوی کے مابین نکاح کا مقدس رشتہ انس والفت کا بندھن ہے۔ البتہ یہ بھی حقیقت ہے کہ بعض اوقات ناگزیر وجوہات کی بناء پر اس بندھن کو توڑنا امرِ مجبوری بن جاتا ہے۔ یوں میاں بیوی میں کبھی تو طلاق کی صورت تفریق ہو جاتی ہے اور کبھی باہمی مصالحت سے خلع کی نوبت آجاتی ہے۔ خلع بھی جدائی ہی کی ایک صورت ہے۔ جس کے لئے دینِ اسلام نے کچھ اصول وضوابط مقرر کر رکھے ہیں۔ ان اصول وضوابط کا علمی و تقابلی جائزہ از روئے ائمہ اربعہ حسبِ ذیل ہے۔

تعریفِ خلع:

حنفی فقہاء کے مطابق خلع بیوی سے مال لینے کے بدلے عقدِ نکاح کو تحلیل کر دینے کا نام ہے [2]۔ اس تعریف کے مقابل جمہور ائمہ یوں تعریف

کرتے ہیں کہ لفظِ خلع شوہر کے لئے عوض کے بدلے بیوی سے جدائی حاصل کرنے کے لئے مخصوص ہے[3]۔

الفاظِ خلع:

خلع کے الفاظ صریح اور کنایہ دونوں قسم کے ہو سکتے ہیں۔ **حنفی فقہاء** کے مطابق صریح الفاظ سات ہیں۔ جن میں خا لعتک ، باینتک ، بار اتک ، فارقتک، طلقی نفسک علی الف، بعت نفسک اور اشتری نفسک جیسے الفاظ شامل ہیں[4]۔

مالکی فقہاء خلع کے صریح الفاظ چار گردانتے ہیں جن میں خلع ، فدیہ، صلح اور مبار اۃ شامل ہیں[5]۔ **شافعی فقہاء** کے مطابق خلع کے صریح الفاظ دو ہیں جن میں ایک لفظ خلع اور اس سے مشتق ہونے والے الفاظ جبکہ دوسرا لفظ مفاداۃ اور اس سے مشتق ہونے والے الفاظ ہیں[6]۔ **حنبلی فقہاء** کے مطابق خلع کے صریح الفاظ تین ہیں جن میں خلع ، مفاداۃ اور فسخ شامل ہیں[7]۔

خلع بالفعل:

اگر خلع کے لئے الفاظ استعمال نہ ہوں بلکہ کسی فعل یا اشارے وغیرہ سے اس کا وقوع کیا جائے تو کیا خلع عائد ہو گا؟۔ اس ضمن میں دیگر مکاتبِ فکر کے مقابل **مالکی فقہاء** اختلاف رکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر کوئی ایسا فعل اختیار کیا جائے جو عرفِ عام میں طلاق کے لئے مروج ہو اور معاوضہ بھی شامل ہو تو طلاقِ بائن عائد ہو جائے گی وگرنہ نہ ہو گی[8]۔

خلع طلاق ہے یا فسخِ نکاح:

خلع کی نوعیت کے بارے میں **حنفی و مالکی فقہاء** کا قول ہے کہ یہ طلاق ہے جبکہ **امام شافعی** کا قولِ قدیم اور **حنبلی فقہاء** کا قولِ مشہور یہ ہے کہ یہ فسخ ہے۔

علاوہ ازیں امام شافعی کا قولِ جدید یہ بھی ہے کہ یہ طلاق ہے اور اختلاف کی بنیادی وجہ عوض ہے کہ آیا عوض کی وجہ سے اس قسم کی جدائی اسے طلاق سے خارج تو نہیں کر دیتی[9]۔

جوازِ خلع:

اسلامی تاریخ کا پہلا خلع حضرت ثابت بن قیس اور اس کی زوجہ کے درمیان ہوا جس کا ذکر بخاری شریف کی حدیث میں موجود ہے[10]۔ خلع کے جواز پر علماء متفق ہیں البتہ کراہت سے خالی نہ ہونے کی وجہ رشتۂ عصمت کا انقطاع ہے جیسا کہ طلاق کے باعث جدائی کراہت سے خالی نہیں ہے۔ ارشادِ نبوی ہے ابغض الحلا ل الی اللہ تعالیٰ الطلاق[11]۔ **شافعی فقہاء** بعض صورتوں میں خلع مکروہ خیال نہیں کرتے۔ مثلاً اگر شوہر بد اخلاق ہو اور بیوی کو اس سے نفرت ہو تو ان صورتوں میں دفعِ نزاع کی خاطر خلع بہتر ہو گا[12]۔ **حنبلی فقہاء** مختلف صورتوں کے پیشِ نظر خلع کو تین حالتوں میں تقسیم کرتے ہیں۔ پہلی حالت خلع کی یہ ہے کہ جب بیوی کو شوہر سے نفرت ہو اور یہ نفرت شوہر کے حقوق ادا کرنے میں حائل ہو تو خلع مباح ہو گا۔ دوسری حالت خلع مکروہ کی ہے جب شوہر بغیر کسی وجہ کے بیوی سے خلع کر لے کیونکہ اس طرح سے عقدِ نکاح محض مذاق بن کر رہ جائے گا۔ تیسری حالت خلع حرام کی ہے جب شوہر خلع کرنے کی خاطر بیوی کو تنگ کرے اور ایذاء دے۔ چنانچہ

اس حالت کا خلع شرعاً معتبر نہ ہو گا اور طلاقِ رجعی واقع ہو جائے گی۔ یوں شوہر کسی عوض کا حقدار نہ ہو گا[13]۔

حالتِ خلع:

از روئے شریعت بعض حالتوں میں طلاق دینے کی ممانعت کی گئی ہے۔ مثلاً حالتِ حیض یا ایسا طھر جس میں جماع ہو چکا ہو۔ اب کیا خلع کے لئے بھی یہی حکم ہے؟۔

حنبلی، حنفی وشافعی فقہاء ہر حال میں خلع جائز قرار دیتے ہیں۔ کیونکہ خلع باہمی کوتاہی اور ضرر کو فوری طور سے دور کرنے کا نام ہے۔ البتہ طلاق بعض حالتوں میں اس لئے ممنوع ہے کیونکہ وہاں عدت کے طویل ہو جانے کا اندیشہ قوی ہوتا ہے جو خاتون کے لئے باعثِ ضرر ہے۔ دوسری اہم بات یہ ہے کہ خلع خاتون کی رضامندی سے ہوتا ہے گویا خاتون اس کے نتیجے میں لاحق ہونے والے ضرر پر خود راضی ہوتی ہے[14]۔ علاوہ ازیں حالتِ حیض میں دی گئی طلاق کی بابت ایک مرتبہ رسول ﷺ نے حضرت عمر سے فرمایا تھا کہ وہ اپنے بیٹے کو حکم دے کہ رجوع کرلے[15] جبکہ خلع والی خاتون سے رسول ﷺ نے یہ دریافت نہ کیا تھا کہ وہ کس حال میں ہے۔ **مالکی فقہاء** کے مطابق مشہور یہ ہے کہ حالتِ حیض میں خلع ممنوع ہے[16]۔

تصفیہ کنندگان کا اختیار:

میاں بیوی کے باہمی اختلافات اگر تصفیہ کنندگان کی کوشش کے باوجود دور نہ ہوں تو کیا تصفیہ کنندگان کے لئے زوجین کے مابین بالمعاوضہ یا بلا معاوضہ جدائی واقع کرنے کا اختیار ہو گا یا نہیں؟۔ اس بابت **مالکی** اور **حنبلی فقہاء** رائے دیتے ہیں کہ انھیں یہ اختیار حاصل ہو گا۔ اس کے برعکس **حنفی وشافعی فقہاء** کے مطابق تصفیہ کنندگان کو یہ اختیار حاصل نہیں بلکہ شوہر ہی اختیار مند ہو گا۔ البتہ اگر شوہر تصفیہ کنندگان کو یہ حق تفویض کر دے تو درست ہو گا[17]۔

لفظِ خلع سے تعدادِ طلاق:

اگر لفظ خلع سے طلاق دی جائے اور نیت ایک سے زیادہ کی ہو تو **شافعی، مالکی** اور **حنبلی فقہاء** کے مطابق جتنی طلاقیں نیت میں ہوں واقع ہو جائیں گیں[18]۔

حنفی فقہاء کے مطابق دو کی نیت سے ایک طلاق بائن واقع ہو گی۔ البتہ اگر تین کی نیت ہو تو شدت کے باعث تین طلاقیں واقع ہو جائیں گیں[19]۔

حکمِ خلع:

کیا خلع کے ساتھ وقوعِ طلاق ہو گا یا نہیں؟ **مالکی فقہاء** کے مطابق اگر کلام متصل ہو تو طلاق واقع ہو گی۔ اس کے برعکس **شافعی فقہاء** کے مطابق خواہ کلام متصل کیوں نہ ہو طلاق واقع نہ ہو گی جبکہ **حنفی فقہاء** کے مطابق طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ اس بابت انھوں نے فوری طلاق دینے یا کچھ دیر بعد طلاق دینے میں کوئی فرق نہیں کیا ہے[20]۔ **حنبلی فقہاء** کے مطابق خلع فسخِ عقد کا نام ہے۔ اس لئے تعدادِ طلاق کسی بھی حال میں کم نہ ہو گی[21]۔

مالِ خلع:

شافعی اور **مالکی فقہاء** کے مطابقمالِ خلع باہمی رضا سے مالِ مہر برابر، کم یا اس سے زائد وصول کرنا جائز ہے[22]۔اس کے بر عکس **حنبلی فقہاء** کے مطابق شوہر کے اداشدہ مال سے زائد لینا مستحب نہ ہوگا بلکہ اگر بیوی کو خلع پر مجبور کرنے کی خاطر روک رکھا ہو تو لیا گیا مال حرام ہوگا[23]۔ **حنفی فقہاء** کے مطابق دو صورتیں ہو سکتی ہیں۔ایک یہ کہ شوہر کی جانب سے زیادتی ہو تو لیا جانے والا مال مکروہِ تحریمی ہوگا۔ جس کی دلیل آیتِ کریمہ وان اردتم استبدال زوج ------الخ ہے(القرآن،4:20)اور اگر زیادتی خاتون کی جانب سے ہو تو **مطلق** مال لینا جائز ہوگا خواہ شوہر ادا شدہ مال سے زیادہ کیوں نہ وصول کرے ۔ اس بابت یہ آیتِ کریمہ فلا جناح علیھما فیما افتدت بہ(القرآن،2/229)بطورِ دلیل پیش کرتے ہیں[24]۔

ارکانِ خلع:

حنفی فقہاء کے مطابق خلع کے دوارکان ایجاب و قبول ہیں[25]۔دیگر ائمہ پانچ ارکان،ایجاب کرنے والا، قبول کرنے والا، عوض کا مقابل، عوض اور الفاظِ خلع گردانتے ہیں[26]۔

شرائطِ خلع:

تمام ائمہ اس امر پر متفق ہیں کہ جب تک ایجاب و قبول نہ ہو خلع نہ ہوگا اور نہ ہی خلع کا عوض لازم ہوگا۔اسی طرح خلع کی درستگی تب ہوگی جب ایجاب کرنے والا طلاق دینے کا اہل ہو۔ باشعور بچہ ہو تو **حنبلی فقہاء** کی ایک رائے یہ ہے کہ چونکہ ایسا بچہ طلاق کا اہل ہے اس لئے اس کا خلع بھی درست ہوگا[27]۔ اسی طرح **شافعی، حنبلی اور مالکی فقہاء** کے مطابق مالِ خلع مجبور شخص کے سپرد نہ کیا جائے گا بلکہ اس کے ولی کو دیا جائے گا [28]۔ حجر کے معاملے میں عمر اور وصف کے اعتبار سے حنفی فقہاء کی رائے دیگر ائمہ سے مختلف ہے[29]۔

خلع کے دوسرے رکن کے مطابق یہ شرط ہے کہ خلع کی قبولیت کرنے والے کو اپنے مال میں تصرف کا اختیار ہو اور اس کے لئے ذمہ داری قبول کرنا بھی درست ہو۔ پس ناسمجھ کمسن بچے کی خلع متفقہ طور سے واقع نہ ہوگی۔ کیونکہ وہ شرعاً ان امور کا مکلف نہیں ہے اور نہ ہی مالی تصرفات کی اہلیت رکھتا ہے[30]۔مال کے بدلے خلع درست ہے البتہ معاوضے سے متعلق جو شرائط ہیں ان سے متعلق ائمہ اربعہ کی آراءِ مختلفہ حسبِ ذیل ہیں۔

حنفی فقہاء کے مطابق معاوضہ خلع کی ادائیگی تب درست ہوگی جب معاوضہ ایسی شے ہو جسے مہر بنانا درست ہو۔اگر بیوی شراب وغیرہ کے بدلے خلع کرلے تو اس پر طلاق بائن عائد ہوگی لیکن عوض کا مطالبہ اس سے نہ کیا جائے گا۔ چنانچہ بیوی کا مہر شوہر کے ذمے واجب الاداء رہے گا[31]۔امام ابن عابدین چند صورتیں ذکر کرتے ہیں۔ایک یہ کہ اگر کسی ایسی شے پر خلع کیا گیا جسکی موجودگی اور عدم موجودگی دونوں کا احتمال ہو تو موجود ہونے کی صورت میں ملکیت جبکہ عدم موجودگی کی صورت میں بلا معاوضہ خلع کا نفاذ ہوگا مثلاً بکری کے پیٹ میں جو کچھ ہے اس پر خلع کرنا۔اب احتمال ہو سکتا ہے کہ بچہ ہو اور یہ احتمال بھی ہو سکتا ہے کہ محض ہوا ہو۔ دوسری صورت یہ ہے کہ حرام معاوضہ خلع مقرر ہوا تو

بغیر وجوب کے خلع ہو جائے گا۔ تیسری صورت یہ ہے کہ معاوضہ خلع کے عنقریب موجود ہونے کا احتمال ہو مثلاً کھجوروں کا وہ پھل جو اس سال لگے یا اس سال بکریاں جو جنیں گیں اس پر خلع کرنا۔ چوتھی صورت یہ ہے کہ مال موجود ہو مگر مقدار کا علم نہ ہو مثلاً گھر میں جو سامان ہے اس پر خلع کرنا وغیرہ۔ پانچویں صورت یہ کہ مٹھی میں موجود مال کی مقدار معلوم ہو مثلاً تین دراہم یا زیادہ تو اسی کا استحقاق ہو گا[32]۔

مالکی فقہاء کے مطابق معاوضہ خلع کا حلال ہونا شرط ہے خواہ اصلا حرام ہو جیسے سور، شراب یا اس کی حرمت عارضی ہو مثلاً غصب یا چوری کا مال وغیرہ تو دونوں صورتوں میں خلع کا نفاذ ہو گا لیکن حرام مال مثلاً چوری شدہ مال مالک کو واپس لوٹایا جائے گا۔ حرام معاوضہ پر خلع کی صورت میں طلاقِ بائن عائد ہو گی۔ امام مالک اس ضمن میں وضاحت کرتے ہیں کہ اگر معاوضہ خلع شراب وغیرہ ہو تو اسے انڈیل دیا جائے گا لیکن برتن چونکہ خشک ہونے پر پاک ہو سکتے ہیں اسلئے انھیں نہ توڑا جائے۔ اگر معاوضہ خلع خنزیر مقرر رہوا تو معتمد قول یہ ہے کہ قتل کر دیا جائے البتہ یہ قول بھی موجود ہے کہ اسے چھوڑ دیا جائے۔ واضح رہے کہ حرام مال معاوضہ مقرر کیا گیا ہو تو بیوی سے مزید مال کا مطالبہ درست نہ ہو گا[33]۔

احتمالی معاوضے کے عوض خلع کی بابت مالکی فقہاء فرماتے ہیں کہ اگر بیوی سے شوہر کہے کہ تیری مٹھی میں جو کچھ ہے اس پر تجھ سے خلع کی تو کوئی ادنی شے کیوں نہ ہو مثلاً ایک درھم تو مٹھی کھلتے ہی شوہر اس کا مستحق ٹھہرے گا اور طلاق واقع ہو جائے گی اور اگر کچھ برآمد نہ ہوا تو استحسانا طلاقِ بائن عائد ہو گی[34]۔ اگر شوہر نے ایسے معاوضے پر خلع کر لی جسکا عنقریب موجود ہونا پایا جائے مثلاً ایسا پھل جو ابھی بار آور نہ ہوا ہو تو خلع درست ہو گا[35]۔ اگر مالِ خلع موجود ہو لیکن مقدار کا تعین نہ کیا گیا ہو تو معتمد یہی ہے کہ خلع نافذ ہو جائے گا اور عوض ساقط نہ ہو گا[36]۔

شافعی فقہاء کے مطابق اگر کسی حرام مقصودی شے کے عوض خلع کی جائے مثلاً شراب یا ایسی شے جس کی ملکیت حاصل نہ ہو تو فسادِ عوض کے سبب خاتون مہرِ مثل کے عوض بائنہ قرار دی جائے گی اور اگر وہ شے کوئی غیر مقصودی شے ہو مثلاً خون وغیرہ تو طلاقِ رجعی عائد ہو گی[37]۔ اسی طرح اگر معاوضہ خلع احتمالی شے مقرر کی گئی مثلاً بیوی کہے کہ میری مٹھی میں جو کچھ ہے اس پر خلع کر لو حالیکہ مٹھی خالی تھی تو مہرِ مثل کے عوض طلاقِ بائن عائد ہو گی۔ اسی طرح معاوضہ خلع نامعلوم اشیاء کے مقابل ہو تو فاسد ہو گا اور مہرِ مثل کا وجوب ہو گا[38]۔

حنبلی فقہاء یوں ذکر کرتے ہیں کہ حرام شے کو معاوضہ خلع بنانا ایسا ہے جیسے بلا عوض خلع کرنا مثلاً شراب وغیرہ پس باوجود علم کے اگر ایسا کیا گیا تو خلع نافذ نہ ہو گا البتہ اگر لاعلمی میں کسی حرام شے کو معاوضہ خلع بنایا گیا تو خلع ہو جائے گا اور بیوی کوئی دوسری شے یا اس کی قیمت دے گی[39]۔

اگر خلع کسی نامعلوم شے پر یا ایسی شے پر کیا گیا جو موجود نہ ہو لیکن موجودگی کی توقع ہو تو شوہر جس عوض پر راضی تھا اسے وہ ملے گا اور اگر اس پر خلع کی کہ مٹھی میں جو دراھم ہیں شوہر کے ہوں گے تو جو دراہم موجود ہونگے اس کے عوض خلع درست ہو گی اور اگر مٹھی خالی تھی تو کم از کم تین دراہم لازم ہوں گے کیونکہ لفظ دراہم کا اطلاق اسی پر ہوتا ہے۔ اسی طرح اگر کہا کہ جو سامان گھر میں ہے اس کے عوض خلع کی تو جو سامان موجود ہو شوہر کا ہو گا اور اگر گھر خالی ہو تو ایسی شے مہیا کی جائے جسے کم از کم سامان کہا جا سکے۔ اگر بیوی نے جانور کے حمل یا ایسے پھل کے عوض خلع کی جو ابھی بار آور نہ ہوا تھا تو جو بچہ جنا یا پھل پیدا ہوا شوہر کا ہو گا اور اگر حمل نہ ٹھہرا تو بیوی شوہر کو راضی کرے اور کوئی دوسری اس جیسی شے مہیا کرے[40]۔

خلع بعوضِ نفقہ وپرورش:

نفقہ وپرورش کے عوض خلع کی بابت چاروں فقہی مکاتبِ فکر کی آراء درج ذیل ہیں۔

حنفی فقہاء کہتے ہیں کہ معین مدت پر نفقہ وپرورش کے عوض خلع درست ہے اور اگر معین مدت مقرر نہ ہو تو خلع بھی نہ ہوگا۔اسی طرح مقررہ مدت سے قبل خاتون یا بچہ فوت ہو تو شوہر باقی ماندہ نفقہ وصول کر سکتا ہے۔اگر خاتون دورانِ پرورش تنگدست ہو جائے تو معتمد قول کے مطابق باپ کو نفقہ دینے پر مجبور کیا جائے گا۔اسی طرح بلوغت تک پرورش کی شرط پر خلع بچی کے حق میں درست ہو سکتا ہے لیکن بچے کے حق میں ایسا درست نہ ہوگا[41]۔

نفقہ وپرورش کے عوض خلع کی بابت **مالکی فقہاء** کہتے ہیں کہ اگر خاتون نے مدتِ رضاعت یا اس سے زائد مدت تک نفقہ کے عوض خلع کی تو درست ہوگا۔اگر مقررہ مدت سے قبل خاتون فوت ہوگئی یا اس کا دودھ خشک ہوگیا تو خاتون پر نفقہ لازم رہے گا۔خاتون کے فوت ہونے کی صورت میں شوہر اس کے ترکے سے اخراجات وصول کر سکتا ہے اور اگر خاتون مقررہ مدت سے قبل ہی تنگدست ہوگئی تو باپ خرچ کرے گا اور جب خاتون کو فراخی ہو تو اس سے خرچ شدہ اخراجات بطورِ قرض وصول کر لئے جائیں گے۔اگر بچہ فوت ہوگیا تو بقیہ دنوں کا نفقہ بیوی سے ساقط ہو جائے گا البتہ اگر عرفِ عام میں یہ رواج ہو کہ بقیہ دنوں کی اجرت کا مطالبہ شوہر کر سکتا ہے تو ایسا درست ہوگا یا اگر دورانِ خلع ہی بقیہ دنوں کی اجرت ساقط ہونے کی شرط لگادی تھی تو ایسا کرنا درست ہوگا۔اسی طرح اگر خاتون بچے کی پرورش کے عوض خلع کرے تو درست ہوگا[42]۔

شافعی فقہاء کے مطابق معاوضہ خلع اگر مالِ مقصود ہو تو خلع درست ہو جاتا ہے۔اس لئے نفقہ پرورش کے عوض خلع درست ہوگا۔اسی طرح مدتِ معین تک اخراجات کو عوضِ خلع بنایا جاسکتا ہے[43]۔اگر دودھ پلانے والی خاتون مقررہ مدت سے قبل فوت ہو یا بچہ مر جائے یا دودھ خشک ہو جائے تو بقیہ مدت کی اجرتِ مثل خاتون پر لازم ہوگی[44]۔

حنبلی فقہاء کے مطابق اگر بیوی مدتِ رضاعت یا کسی اور معلوم مدت کے عوض خلع کرے تو ایسا کرنا درست ہوگا اور اگر مقررہ مدت سے قبل بچہ یا ماں فوت ہو جائے یا دودھ خشک ہو جائے یا کوئی اور عارض پیش آجائے تو بقیہ دنوں کی اجرت شوہر وصول کر سکتا ہے۔البتہ یہ وصولی روزانہ کے حساب سے ہوگی اور اگر رضاعت کے عوض خلع کر لی لیکن مدت کا تعین نہ کیا تھا تو دو سال تک رضاعت لازمی ہوگی خواہ خلع وضع حمل سے قبل ہوا ہو یا بعد میں کیا ہو اور اگر درمیانِ رضاعت خلع کی تو بقیہ دنوں تک دودھ پلانا لازمی ہوگا۔پرورش کے عوض خلع درست ہوگا خواہ مدتِ پرورش کا تعین کیا گیا ہو یا نہ کیا گیا ہو۔پس عدمِ تعین کی صورت میں عرفِ عام کو دیکھا جائے گا۔اسی طرح دورانِ پرورش معینہ مدت سے قبل بچہ فوت ہو جائے تو رضاعت کی مانند بقیہ مدتِ پرورش کے لئے نفقہ کی ادائیگی خاتون پر لازم ہوگی[45]۔

حالتِ مرض میں خلع:

یہ بات ائمہ کے مابین متفقہ ہے کہ اگر خاتون کسی خوفناک مرض میں مبتلا ہو تو اس حالت میں شوہر سے لیا گیا خلع نافذ ہوگا البتہ کتنی مقدار پر خلع

کیا جاسکتا ہے اس بابت اختلاف ہے۔

حنفی فقہاء کے مطابق یہ مقدار ایک تہائی ہو تو اسے بطور عطیہ گردانا جائے گا اور یہ ایک تہائی مال میں سے درست ہو گا۔ پھر مالِ میراث اور مالِ خلع میں جو حصہ کم ہو شوہر اسی کا حقدار ہو گا یعنی اگر شوہر کی وراثت کا حصہ تہائی کے مقابلے میں کم ہو تو تہائی کا حقدار ہو گا اور یہ تب ہو گا جب خاتون کی موت دورانِ عدت ہو۔ اگر خاتون غیر مباشرت یافتہ ہو جو خلع کے بعد فوت ہو گئی یا مباشرت یافتہ خاتون بعد از عدت مر گئی تو عوضِ خلع اور تہائی میں سے جو کم ہو گا شوہر کو وہی ملے گا[46]۔ اگر خاتون نے کسی ایسی شے پر خلع کی ہو جس کی ادائیگی اس کے بس سے باہر ہو تو قیمت دینا ضروری ہو گا[47]۔ اسی طرح خلع سے طلاقِ بائن عائد ہو گی کیونکہ لفظِ خلع طلاق کے لئے کنایات میں سے ہے اور کنایات کی تاثیر بائن کی ہوتی ہے[48]۔

مالکی فقہاء کے مطابق خوفناک مرض کی حالت میں زوجین کا باہمی طور سے خلع کرنا شرعاً حرام ہے البتہ وقوعِ طلاق ہو جائے گا اور خاتون حقِ وراثت سے محروم ہو گی اگرچہ بیوی دورانِ عدت ہی کیوں نہ فوت ہو گئی ہو۔ اگر مالِ خلع حصہ میراث کے برابر یا زائد ہو گا تو زائد مال کا اعتبار نہ ہو گا۔ مثلاً خلع ایک لاکھ کے عوض تھا جبکہ میراث 2 لاکھ برابر ہو تو لاکھ سے زائد کی ادائیگی ممنوع ہو گی[49]۔ اگر مریض شوہر نے دورانِ مرض الموت بیوی سے خلع کر لیا تو بہر کیف خلع نافذ ہو جائے گا اور بیوی کو ہر صورت میراث ملے گی خواہ شوہر بیوی کی عدت کے دوران فوت ہو یا تکمیل عدت کے بعد فوت ہو اور اگر بیوی شوہر کی فوتگی سے قبل مر گئی تو شوہر کو خاتون کی میراث میں سے حصہ نہ ملے گا۔ کیونکہ شوہر نے خود ہی خود کو حقِ میراث سے محروم کر لیا ہے[50]۔

شافعی فقہاء کے مطابق اگر بیوی نے مرض الموت میں خلع کیا اور خلع مہر مثل کے عوض تھا تو بغیر تہائی کا اعتبار کئے نافذ ہو جائے گا اور اگر مہرِ مثل سے زائد کے عوض خلع کیا تو زیادت کی حیثیت وصیت کی مانند ہو گی۔ پس زیادت میں ثلث کا اعتبار کیا جائے گا اور یہ دیکھا جائے گا کہ زائد رقم خاتون کے مجموعی مال کے ایک تہائی سے کم ہے تو شوہر وصول کر لے اور اگر زائد ہو تو ورثاء کی اجازت سے شوہر لے سکتا ہے۔ الغرض مرض الموت کی مریضہ خلع کے معاوضہ کے طور پر رقم خرچ کرنے کا اختیار مہرِ مثل برابر رکھتی ہے[51]۔

حنبلی فقہاء کے مطابق بیوی نے حالتِ مرض الموت میں شوہر سے خلع کی تو شوہر کے لیے عوضِ خلع لازم ہو جائے گا اور خلع نافذ ہو گی بشرطیکہ یہ معاوضہ بقدرِ حصہ میراث ہو۔ اگر زیادہ ہو تو مالِ خلع اور مالِ میراث میں جو کم تر ہو گا وہی شوہر کو ملے گا اور اگر شوہر کا معاوضہ خلع میراث کے حصے سے کم ہو تو شوہر بقیہ زائد کا مطالبہ نہیں کر سکتا کیونکہ زائد مال اس کے استحقاق سے خارج ہے۔ اگر خاتون مرض الموت سے تندرست ہو جائے تب بھی شوہر کو معاوضہ خلع مکمل دیا جائے گا[52]۔

خلاصۂ بحث:

فقہاء کی مذکورہ آراء سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ قانونِ خلع باہمی مصالحت سے عقدِ زوجیت کے خاتمہ کا سبب ہے۔ شریعتِ اسلامی پر امن عائلی زندگی کو اہمیت دیتی ہے۔ جس کی رو سے مرد کو خاندان کا سربراہ قرار دیتے ہوئے اُسے باہمی انس و محبت سے بھرپور خاندان کی بنیاد رکھنے

کا حکم دیتی ہے۔ البتہ مزاج اور عادات کا اختلاف بھی مسلمہ امور ہیں جن کے باعث زندگی کا سکون غارت ہو جاتا ہے۔ اس ضمن میں قانونِ خلع کے ذریعے باہمی مصالحت سے میاں بیوی اپنی راہیں جدا کر سکتے ہیں۔ تاکہ امن وسکون کی فضا سبوتاژ نہ ہو۔ علاوہ ازیں قانونِ خلع کے اصول وضوابط، عرفِ عام اور قانونِ خلع، عوضِ خلع کی شرائط کے ساتھ ساتھ بعض مخصوص حالتوں میں وقوعِ خلع کا تذکرہ بھی زیرِ بحث رہا ہے۔ اس ضمن میں چاروں فقہی مکاتبِ فکر کی آراء کا تقابلی جائزہ زیرِ قلم لاتے ہوئے قرآن وسنت کی روشنی میں مدلل بحث کی گئی ہے۔ اسی طرح واضح کیا گیا کہ عقدِ زوجیت کے بعد بھی خاتون کی مختارانہ حیثیت برقرار رہتی ہے۔ چنانچہ باہمی طبائع کا اختلاف اور ہم آہنگی کے فقدان کی صورت میں جب حالات سازگار دکھائی نہ دیں تو باہمی مصالحت سے ائمہ اربعہ کی آراء کی روشنی میں قانونِ خلع کا سہارا لیکر جدائی کی راہیں متعین کی جا سکتی ہیں۔

Referances

[1]. Al- Qur'an, 2:187
[2]. Al - Zelaee, Fakhr - Ud- Din Usman Bin Ali Alhanafi,Tabeen ul Haqaeq Sharh Kanzul Daqaeq,Al MatbaAl Kubra Al Ameeria,Qahira, v.2,p 267.
[3]. Al - Dasooqi, Shams-ud-Din Sheikh Muhammad, Hashiat-ul-DasooqiAla-al-Sharh-e-Kabeer, Dar Ahya-ul-Kutab al-Arabia, Qahira, v.2, p.347,
Al – Nowavi, Abu Zakria Muhayy-ud-Din Yahya Bin Sharf, Mihaj-ut-Talibeen wa Umdatul Muftiyeen, Dar-ul-Fikr, Beirut, p.267,
Ibn-e-Dhoyan, Sheikh Ibrahim Bin Muhammad Bin Salim, Manar-ul-Sabeel Fi Sharh Al-Daleel, Al-Maktabul Islami, Beirut, v.2, p.226.
[4]. Ibn-e-Abideen, Muhammad Amin Bin Umar, Raddul Muhtar Ala-Aldur Al-Mukhtar, Dar-ul-Fikr, Beirut, v.3, p.443.
[5]. Ibn-e-Rushd, Abul-Waleed Muhammad Bin Ahmad Al-Qurtabi, Bidayatul Mujtahid wa Nihayatul Muqtasid, Dar-ul-Maarifat, Beirut, v.3, p.89.
[6]. Al-Jamal, Suleman bin Umar Bin Mansoor, Hashiatul Jamal AlaSharh-el-Manhaj, Dar Ahya-ul-Turas Al-Arabi, Beirut, v.4, p.327.
[7]. Ibn-e-Qudama, Mufiq-ul-Din Abu Muhammad Abdullah Bin Ahmad Bin Muhammad, Al-Mughni Le-IbneQudama, MaktabulQahira, Egypt, v.2, p.226.
[8]. Al - Dasooqi, Hashiat-ul-DasooqiAla-al-Sharh-e-Kabeer, v.2, p.358.
[9]. Ibn-e-Rushd, Bidayatul Mujtahid wa Nihayat ul Muqtasid, v.3, p.91.
[10]. Al-Bukhari, Abi Abdullah Muhammad Bin Ismail, Sahih-ul-Bukhari, Dar Ibne Kaseer, Damascus, Hadith # 5273.
[11]. Abu-Dawood, Suleman Bin Al-Ashaas Al-Sajistani, Sunan Abi Dawood, Maktab ul Asariyah, Beirut, Hadith # 2178.
[12]. Al – Nowavi, Abu Zakria Muhayy-ud-Din Yahya Bin Sharf, Rawzat ul-Talibeen wa Umdat ul Muftiyeen, Al-Maktab ul Islami, Beirut, v.7 p.374.
[13]. Ibn-e-Qudama, Mufiq-ul-Din Abu Muhammad Abdullah Bin Ahmad Bin Muhammad, Al-Kafi Fi Feqh Al-Imam Ahmad Bin Hanbal, Darul Kutab Al-Ilmiyah, Beirut, v.3, p.95.96
[14]. Ibn-e-Qudama, Al-Mughni, v.7, p.325.
Al-Haskafi, Muhammad Bin Ali, Al-Durrul Mukhtar Sharh Tanveerul Absaar WaJamiul Bihar, Darul Kutab Al-Ilmiyah, Beirut, p.205,
Al-Sherazi, Abu Ishaq Ibrahim Bin Ali Bin Yousaf, Al-Muhazzab Fi Feqh Al-Imam Al-Shafiee, Darul Maarifat, Beirut, v.2, p.490.
[15]. Al-Bukhari, Sahih-ul-Bukhari, Hadith # 5251.

[16]. Al-Raeeni, Abu Abdullah Muhammad Bin Muhammad, Muahibul Jaleel Le-Sharh Mukhtasar Khaleel, Darul Kutab Al-Ilmiyah, Beirut, v.4, p.41.
[17]. Ibn-e-Rushd, Bidayat ul Mujtahid wa Nihayat ul Muqtasid, v.3, p.117.
[18]. Al-Shafiee, Abu Abdullah Muhammad Bin Idrees, Al-Um, Darul Maarifat, Beirut, v.5, p.213,
Al-Hijavi, Abu Sharful Din Musa Al-Maqdesi, Al-Iqnaa Fi Feqh Al-Imam Ahmad Bin Hanbal, Darul Maarifat, Beirut, v.3, p.254,
Al-Izdi, Khalaf Bin Abi Al-Qasim Muhammad, Al-Tahzeeb Fi Ikhtisar-el-Mudawwanah, Dar ul Bahoos Lil-Darasat Wa Ahyaul Turas, Dubai, v.2, p.386.
[19]. Ibn-e-Abideen, Raddul Muhtar Ala-Aldur Al-Mukhtar, v.3, p.452.
[20]. Ibn-e-Rushd, Bidayat ul Mujtahid wa Nihayat ul Muqtasid, v.3, p.91.
[21]. Al-Hirani, Majd-ud-Din Abdul-Salam Bin Abdullah Ibne Temiyah, Al-MuhararFil-Feqh Ala Mazhab Al-Imam Ahmad Bin Hanbal, Ministry of Religious Affairs Saudi Arabia, v.2, p.45.
[22]. Al-Shurbeeni, Shams ul Din Muhammad Bin Al-Khateeb, Mughni Muhtaj Ela Maarifat Maaniul Minhaj, Dar-Fikr, Beirut, v.4, p.435,
Ibn-e-Rushd, Bidayat ul Mujtahid wa Nihayat ul Muqtasid, v.3, p.89.
[23]. Ibn-e-Qudama, Al-Mughni, v.7, p.326.
[24]. Al-Musali, Abdullah Bin Mahmood Bin Maudood, Al-Ikhtiyar Le-Taaleel-el-Mukhtar, Darul Kutab Al-Ilmiyah, Beirut, v.3, p.157.
[25]. Al-Kasani, Ala-ud-Din Abi Bakar Bin Masood, Badaye-ul-Sanaiee Fi Tarteeb-el-Sharaee, Darul Kutab Al-Ilmiyah, Beirut, v.3, p.145.
[26]. Al-Sawi, Sheikh Ahmad Bin Muhammad Al-Maliki, Hashiyat-ul-Sawi Ala-Sharh-el-Sagheer, Darul Maarif, Qahira, v.2, p.517,
Al-Shurbeeni, Mughni Al - Muhtaj, v.4, p.431,
Al-Bahooti, Mansoor Bin Younas, Kishaful Qinaa An-Matnil Al Iqnaa, Darul Kutab Al-Ilmiyah, Beirut, v.5, p.212.
[27]. Ibn-e-Qudama, Al-Mughni, v.7, p.354.
[28]. Al – Nowavi, Rawzat ul-Talibeenwa Umdatul Muftiyeen, v.7 p.383,
Ibn-e-Qudama, Al-Mughni, v.7, p.354,
Al - Dasooqi, Hashiat-ul-Dasooqi Ala-al-Sharh-e-Kabeer, v.2, p.352.
[29]. Al-Haskafi, Al-Durrul Mukhtar Sharh Tanveerul Absaar Wa Jamiul Bihar, p.605.
[30]. Al-Sarakhsi, Muhammad Bin Ahmad Bin Abi-Sahal, Al-Mabsoot, Darul Maarifat, Beirut, v.6, p.178,
Ibn-e-Qudama, Al-Mughni, v.7, p.354,
Al-Shurbeeni, Mughni Al Muhtaj, v.4, p.431,
Al-Gharnati, Muhammad Bin Ahmad Bin Jazi, Al-Qawaneen ul Feqhiyyah, Dar Ibn e Hazam, Beirut, v.1, p.154.
[31]. Al-Marghenani, Ali Bin Abi Bakar Bin Abdul Jaleel, Al-Hidaya Fi Sharh Bidayat ul Mubtadi, Dar Ahya-ul-Turas Al-Arabi, Beirut, v.2, p.261.
[32]. Ibn-e-Abideen, Raddul Muhtar Ala-Aldur Al-Mukhtar, v.3, p.447.
[33]. Al - Dasooqi, Hashiat-ul-Dasooqi Ala-al-Sharh-e-Kabeer, v.2, p.350.
[34]. Al - Dasooqi, Hashiat-ul-Dasooqi Ala-al-Sharh-e-Kabeer, v.2, p.360.

[35]. Al-Dardeer, Abul Barakat Ahmad Bin Muhammad, Al-Sharh-ul-Sagheer AlaAqrab-el-Masalik Ela Mazhab - Al-Imam Malik, Dar ul Maarifat, Beirut, v.2, p.521.
[36]. Al - Dasooqi, Hashiat-ul-Dasooqi Ala-al-Sharh-e-Kabeer, v.2, p.357.
[37]. Al-Shurbeeni, Mughni Muhtaj Ela Maarifat Maaniul Minhaj, v.4, p.435.
[38]. Al-Suneki, Abu Yahya Zain ul Din Zakriya Bin Muhammad Bin Ahmad Ala-Ansari, Fatul Wahab Be Sharh Manhajul Tullab, Darul Fikr, Beirut, v.2, p.80.
[39]. Al-Hijavi, Al-Iqnaa Fi Fiqh Al-Imam Ahmad Bin Hanbal, v.3, p.256.

[40]. Al-Bahooti, Kishaful Qinaa An-Matnil Iqnaa, v.5, p.222.
[41]. Al-Haskafi, Al-Durrul Mukhtar, p.236.
[42]. Al-Dardeer, Al-Sharh-ul-Sagheer, v.2, p.521-522.
[43]. Al-Sherazi, Al-Muhazzab, v.2, p.492.
[44]. Al – Nowavi, Rawzat ul-Talibeen wa Umdat ul Muftiyeen, v.7 p.400.
[45]. Al-Bahooti, Kishaful Qinaa An-Matnil Al Iqnaa, v.5, p.219 & after.
[46]. Al-Haskafi, Al-Durrul Mukhtar, p.237.
[47]. Al - Zelaee, Tabeen - Al - Haqaeq Sharh Kanz - Al - Daqaeq, v.2,p 274.
[48]. Al-Marghenani, Al-Hidaya Fi Sharh Bidayat ul Mubtadi, v.2, p.261.
[49]. Al-Dardeer, Al-Sharh-ul-Sagheer, v.2, p.529.
[50]. Al-Dardeer, Al-Sharh-ul-Sagheer, v.2, p.527
[51]. Al – Nowavi, Rawzatul-Talibeenwa Umdatul Muftiyeen, v.7 p.387.
[52]. Al-Bahooti, Kishaf ul Qinaa An-Matnil Iqnaa, v.5, p.228